وقت کی قدر و منزلت کا احساس پیدا کرنے والا ایک پر اثر تحریری بیان

مقصدِ حیات

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ

(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

مَقْصَدِ حَیات[1]

درودِ پاک کی فضیلت

رَحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، تمہارا درود پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لیے نُور ہو گا۔'' [2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی

جنگل میں ایک بارہ سنگھا (Stag) پیاس سے بے تاب ہو کر پانی کے تالاب پر

مدینہ

1. مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۹ھ بمطابق 13 اکتوبر 2008ء کو تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں میڈیکل کے طالب علم اسلامی بھائیوں کے سنتوں بھرے اجتماع میں فرمایا۔ ۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق 07 جنوری 2013ء کو ضروری ترمیم و اضافے کے بعد تحریری صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (شعبہ رسائل دعوتِ اسلامی **مجلس المدینۃ العلمیہ**)
2. کنز العمال، کتاب الصحبۃ، الباب الرابع، حق المجالس والجلوس، الجزء التاسع، ۵/ ۶۰، حدیث: ۲۵۴۱۰

آیااور پانی پیتے ہوئے جب اسے پانی میں اپنے خوبصورت سینگوں (Horns) کا عکس نظر آیاتو فخر واِنْبِسَاط سے وہ پھولا نہ سمایا مگر جب اس کی نِگاہیں اپنی پتلی اور سُوکھی ہوئی ٹانگوں پر پڑیں تو اس کی ساری خُوشی کافور (خَتْم) ہوگئی اور وہ حسرت سے سوچنے لگا کہ اے کاش! اس کی ٹانگیں بھی اس کے سینگوں کی طرح خوبصورت اور موٹی ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔ ابھی وہ انہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اسے شکاری کتوں (Hounds) کے بھونکنے کی آواز سنائی دی، خطرہ محسوس کرتے ہی وہ بھاگ کھڑا ہوا اور چھپنے کے لیے جنگل کی راہ لی۔ شکاری کتوں نے بھی اسے دیکھ لیا لہٰذا وہ بھی اس کے پیچھے بھاگے، بارہ سنگھا اس تیزی سے بھاگا کہ اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور سیدھا جنگل میں جا گھسا مگر اس کی بدقسمتی (Bad luck) کہ جن سینگوں پر تھوڑی دیر قبل فخر کر رہا تھا وہ ایک جھاڑی میں پھنس گئے۔ اس نے سینگوں کو جھاڑی سے نکالنے کی کافی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور آخر کار شکاری کتے اس کے سر پر جا پہنچے اور یوں وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

کوئی چیز بے مقصد نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں: پہلی یہ کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی (All that glitters is not gold) اور دوسری یہ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دُنیا میں ہر شے کو ایک خاص حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے، وہ بارہ

سنگھا اپنی جن ٹانگوں کو پتلی و بدصُورت دیکھ کر افسوس کر رہا تھا وہی اس کی زِندَگی بچانے کے کام آئیں اور جن سینگوں پر اسے ناز تھا وہ اس کی جان کے خاتمے کا سَبَب بن گئے۔ یاد رکھئے! جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دُنیا میں ہر شے کو اپنی حکمت کے تحت ایک خاص مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے تو ہمیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ ہر نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور کبھی بھی کسی نعمت کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے خواہ وہ ایک پتھر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ مذکورہ بارہ سنگھے کی طرح جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ کسی نعمت کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے یا اس کی قدر نہیں کرتا وہ ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے اور بعد میں پچھتاتا ہے مگر اب پچھتائے کیا ہَوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت(It is useless to cry over spilt milk)۔ چنانچہ،

اَنْمول ہیرے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 26 صَفحات پر مشتمل رسالے **انمول ہیرے** صَفْحَہ 2 پر پندرھویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ اپنے مَصاحبوں کے ساتھ کسی باغ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اس نے

دیکھا باغ میں سے کوئی شخص سنگریزے (یعنی چھوٹے چھوٹے پتھر) پھینک رہا ہے، ایک سنگریزہ خود اس کو بھی آکر لگا۔ اس نے خُدّام کو دوڑایا کہ جاکر سنگریزے پھینکنے والے کو پکڑ کر میرے پاس حاضِر کرو۔ چُنانچہ خُدّام نے ایک گنوار کو حَاضِر کر دیا۔ بادشاہ نے کہا: یہ سنگریزے تم نے کہاں سے حاصل کئے؟ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا: میں ویرانے میں سیر کر رہا تھا کہ میری نظر ان خوبصورت سنگریزوں پر پڑی، میں نے ان کو جھولی میں بھر لیا، اس کے بعد پِھرتا پِھراتا اس باغ میں آنکلا اور پھل توڑنے کے لئے یہ سنگریزے استعمال کرلئے۔ بادشاہ نے کہا: تم ان سنگریزوں کی قیمت جانتے ہو؟ اس نے عَرض کی: نہیں۔ بادشاہ بولا: یہ پتھر کے ٹکڑے دراصل اَنْمول ہِیرے تھے، جنہیں تم نادانی کے سبب ضائِع کرچکے۔ اس پر وہ شَخْص افسوس کرنے لگا۔ مگر اب اس کا افسوس کرنا بے کار تھا کہ وہ انمول ہیرے اس کے ہاتھ سے نِکَل چُکے تھے۔ [1]

زِنْدَگی کے لمحات انمول ہیرے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حِکایَت ہمیں اپنی زِنْدَگی کے قیمتی لمحات کی قَدْر دَانی کا سَبَق دے رہی ہے کہ گزرتے وَقْت کا ہر لمحہ ایک قیمتی ہیرا ہے، اگر

---

1 انمول ہیرے، ص ۲

اسے یُونہی بے کار ضائع کر دیا تو سِوائے حسرت و ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا جس طرح اس دیہاتی شخص کا حال ان انمول ہیروں کو ضائع کر کے ہوا۔ یقیناً جو لوگ اپنی زِنْدَگی کے ان انمول ہیروں کی قدر کرتے ہیں انہیں کل بروزِ قیامت بار گاہِ رب العزت میں پیش ہوتے ہوئے کوئی شر مساری نہ ہو گی۔ چنانچہ،

چالیس برس تک پہلو زمین سے نہ لگایا

حضرت سیدنا ابو بکر بن عَیَّاش رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنی حیاتِ مُسْتَعار کے قیمتی لمحات فُضولِیات میں برباد کرنے کے بجائے گھر کے بالا خانے (اوپر کی منزل کے کمرے) میں 60 سال تک روزانہ دن اور رات میں ایک ایک قرآنِ کریم پڑھا کرتے، جب کمزوری و ضعف کی وجہ سے بالا خانے پر بار بار اترنا چڑھنا دُشْوار ہو گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے اُترنا ہی چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنی آخِرَت سَنْوارنے اور رَبّ کو راضی کرنے کے لیے عِبادَت و رِیاضَت میں اس قدر مشغول ہوئے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے 40 برس تک زمین پر پہْلُو نہ لگایا یعنی مسلسل عِبادَت کے باعِث آرام کو ترک فرما دیا اور جب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کا اس جہانِ فانی سے کُوچ کا وَقْت قریب آیا تو آپ کے صاحبزادے اِبراہیم بن ابو بکر رونے لگے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے اُن سے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے خیال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے باپ کے وہ 40 سال ضائع فرمادے گا جن میں

اُس نے ہر شب میں ایک قرآن کریم پڑھا ہے؟[1]

وَقْت کی قَدْر کیجئے

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ! پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! جو لوگ دنیا میں اپنے وقت کی قدر کرتے ہیں اور منزلِ حقیقی تک پہنچنے کے لیے وافر مقدار میں زادِ راہ اکٹھا کر لیتے ہیں تو اس جہانِ فانی سے کوچ کرتے وقت انہیں کوئی افسوس نہیں ہوتا بلکہ وہ تو بخوشی خود آگے بڑھ کر موت کو بھی اس لیے گلے سے لگاتے ہیں کہ فانی لذتوں سے جان چھڑا کر ابدی نعمتوں کے سائے میں جلد از جلد جا پہنچیں۔ لہٰذا آپ کا تعلق زِنْدَگی کے کسی بھی شعبے سے ہو یہ بات بخوبی جان لیجئے کہ جس مقصد (Aim) کے تحت آپ نے یہ شعبہ اختیار کیا ہے وہ اُسی صُورَت میں حاصِل ہو گا جب آپ اپنے اوقاتِ کار کا دُرُست اِسْتِعمال کرتے ہوئے بھرپُور مِحنَت اور لگن کے ساتھ کوشاں رہیں گے۔ اس لیے کہ جو اپنے مقصد کو جس قدر زیادہ اہمیت دے گا اور اس کے حصول کے لیے کوشش کرے گا اس کی کامیابی کے اِمْکانات اتنے ہی زیادہ روشن ہوں گے اور جو اس کے بر عکس اپنے اَوقات کو فُضُولیات میں برباد کرے گا ناکامی و نامُرادی اس کا مُقَدَّر ٹھہرے گی۔

---

❶ صفة الصفوة، ومن الطبقة السابقة، ابو بكر بن عياش، الجزء الثالث، ۲ / ۱۰۹ ملتقطاً

وقت کی قدر کسی سے ڈھکی چھپی نہیں بلکہ ہر کوئی اس کی اہمیت کو جانتا ہے مثلاً کوئی طالبِ عِلم چھٹیاں کرتا یا پڑھائی میں سُستی کا مُظاہرہ کرتا ہے تو اسے ضرور کہا جاتا ہے: ''یہاں وَقْت کیوں ضائع کر رہے ہو؟ کوئی کام کاج ہی کرلو، ہو سکتا ہے وہاں کامیاب ہو جاؤ۔'' اسے یہ مشورہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ سب جانتے ہیں کہ یوں وَقْت برباد کرکے وہ کبھی عِلْم حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ جو طالبِ عِلْم وقت برباد کرتا ہے اس کا مقصود علم حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو وقت گزاری کے لیے تعلیمی اداروں میں آتا جاتا ہے اور اپنی زِنْدَگی کے انمول لمحات کو بے مقصد کاموں میں برباد کرتا رہتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جب دنیا میں کوئی بھی حقیر سی شے خواہ وہ پتھر ہی کیوں نہ ہو، بے مقصد پیدا نہیں کی تو کیا انسان کو کسی مقصد کے بغیر ہی پیدا کر دیا ہوگا؟ جیسا کہ پارہ 18 سورۃُ المومنون آیت نمبر 115 میں ارشاد ہوتا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

(پ۱۸، المومنون: ۱۱۵)

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْھَادِی خزائنُ العرفان میں اس آیتِ مقدّسہ کے تحت فرماتے ہیں: اور (کیا

تمہیں) آخِرت میں جزا کیلئے اُٹھنا نہیں بلکہ تمہیں عِبادَت کیلئے پیدا کیا کہ تم پر عِبادَت لازِم کریں اور آخِرَت میں تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ تو تمہیں تمہارے اَعْمال کی جَزا دیں۔ (1)

ہمارا مقصدِ حَیات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے ہمیں عبادت واطاعت کے ذریعے اپنی رضا حاصِل کرنے کے لیے زِنْدَگی کی اَنْمول نعمت سے نوازا ہے، پس جس شخص کی زِنْدَگی میں بندگی نہ ہو بھلا وہ بھی بندہ ہے؟ کیونکہ بے بندگی رِضائے خداوندی کے حصول میں سوائے شرمندگی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ چنانچہ موت وحَیات کی پیدائش کا سَبَب پارہ 29 سورۃُ الملک کی آیت نمبر 2 میں کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا (پ۲۹، الملک:۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زِنْدَگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ

---

(1) خزائن العرفان، پ۱۸، المومنون، تحت الآیۃ ۱۱۵

اللهِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں (کس کا کام اچھا ہے سے مُراد یہ ہے) کہ کون زیادہ مُطِیع اور مخلص ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا دُنیا ایک امتحان گاہ ہے جس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں آخرت میں ہونے والے امتحان کی تیاری کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ بروزِ قیامت یہ معلوم ہو سکے کہ ہم میں سے کون اطاعتِ خداوندی کا پیکر بنا رہا اور کس کا شمار نافرمانوں میں رہا۔ ہمیں اس امتحان کی تیاری کے لیے پیدائش سے لے کر موت تک کا جو مخصوص وَقْت دیا گیا ہے ہمیں اِسی دورانیے (Duration) میں اپنی اجتماعی اور اِنْفِرادِی زِنْدَگی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات کی پاسداری کرتے ہوئے بسر کرنی ہے اور یہی ہمارا "مقصدِ حیات" ہے۔

امتحان کی تیاری

پیارے اسلامی بھائیو! کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اُخروی امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے آپ نے اس مختصر سی دُنیاوی زِنْدَگی میں کیا کوشِش فرمائی ہے؟ آیئے ذرا دنیا میں کامیابی کے حُصول کے لیے ہونے والے

مدینہ

1. خزائن العرفان، پ۲۹، الملک، تحت الآیۃ ۲

کسی بھی امتحان کا اخروی امتحان کے ساتھ باہمی تقابل (Comparison) کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ ہم دنیاوی و اخروی امتحان میں سے کس کے لیے زیادہ کوشش کرتے ہیں:

- جس طرح دنیا میں ہر امتحان کے لیے ایک مخصوص نصاب (Curriculum) ہے اسی طرح اُخروی اِمتحان کے لیے بھی ایک مَخصوص نِصاب متعین ہے جسے ہم شریعت کے نام سے جانتے ہیں۔
- جس طرح دنیاوی نِصاب مختلف مَضامین کا مجموعہ ہوتا ہے، مثلاً اردو، حساب، معاشرتی علوم، مطالعہ پاکستان وغیرہ۔ اسی طرح اُخروی نِصاب بھی مختلف چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے، جیسے عبادات و معاملات وغیرہ۔
- جس طرح دنیاوی امتحان میں کامیابی کے لیے ہر فَن اور مضمون میں مہارت حاصل کرنے کے لیے متعلقہ ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں، اسی طرح اُخروی امتحان میں کامیابی کے لیے عُلَمائے کِرام و مشائخِ عظام کی خدمت میں حاضری ضروری ہے۔
- موجودہ دور کو مقابلے (Competition) کا دور کہا جاتا ہے اور اس فضا میں سب سے آگے بڑھ جانے کی آرزُو شرکائے مقابلہ (Participants) کو رات

دن محنت و کوشش پر ابھارتی رہتی ہے۔ مگر اُخروی اِمتحان میں مُقابلے کی کوئی فَضا ہے نہ سب سے آگے بڑھ جانے کی کوئی آرزو، کیونکہ یہ امتحان اجتماعی نہیں بلکہ انفرادی ہوگا اور اس میں کامیابی اپنی جدوجہد اور کوشِش کے بَل بُوتے پر ہی ممکن ہو گی۔

- دُنیاوی اِمتحان بعض اوقات تحریری (Written)، تقریری (Oral) یا عملی (Practical) ہوتا ہے مگر اُخروی اِمتحان میں علم و عمل کی جانچ دو طرح ہو گی: (۱) تفتیش ہوگی کہ یہ کام کیا تو کیوں، کیسے اور کس کے لیے کیا اور (۲) نیکیاں اور بُرائیاں میزان پر تولی جائیں گی، اب یہ دنیا میں کی گئی کاوش پر منحصر ہے کہ کونسا پلڑا بھاری ہو گا۔
- دنیاوی امتحان میں ناکام (Fail) ہو جانے کی صورت میں دوبارہ امتحان دینے کے لیے مہلت مل جاتی ہے مگر اخروی امتحان میں ناکامی کی صورت میں دوسری بار مہلت کبھی نہیں ملے گی، لہٰذا جو کرنا ہے ابھی کرنا ہے۔
- دنیا میں ایک امتحان میں ناکامی اگلے امتحان میں کامیابی کے لیے ہمت بندھاتی ہے مگر اخروی امتحان میں ناکامی جہنّم کی آگ کا شکار بنادے گی۔
- دنیاوی امتحان میں اگر کوئی شخص مکمل طور پر ناکام نہ ہو بلکہ اس کے صرف ایک دو مضامین (Subjects) رہ جائیں تو اسے ضمنی امتحان (Supplementary

Examination) دینے کی اِجازَت ہوتی ہے مگر اخروی امتحان چونکہ صرف ایک بار ہی ہو گا لہٰذا ناکامی کی صورت میں جہنّم کی آگ کا شِکار ہونے والے بدقسمت لوگوں کا خاتِمہ ایمان پر ہوا ہو گا تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے جنّت کی سَرمَدی نعمتیں پانے میں کامیاب ضرور ہوں گے مگر اپنی نافرمانیوں کا خَمیازہ بھگتنے کے بعد اور اگر خاتِمہ ہی ایمان پر نہ ہوا تو ہمیشہ کیلئے جہنّم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

- بندہ آرام و چَین پانے کے لیے ایک دُنیاوی امتحان میں کامیاب ہوتا ہے تو دوسرے امتحان کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے اور یوں مزید امتحانات کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر اخروی امتحان صرف ایک بار ہو گا، پھر کوئی امتحان نہ ہو گا۔

- دنیاوی امتحان میں کامیابی پر انعام کے حقدار صرف وہی لوگ قرار پاتے ہیں جنہوں نے امتیازی نمبر حاصل کئے ہوں اور وہ بھی مخصوص تعداد میں ہوتے ہیں، مگر اُخروی امتحان میں کامیاب ہونے والا ہر فرد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تیار کردہ ابدی نعمتوں کا حقدار قرار پائے گا، یہاں تعداد نہ دیکھی جائے گی کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔

ہمارا طرزِ عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ تقابل (Comparison) کی روشنی میں آیئے ذرا یہ جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم میں اکثر لوگ دنیاوی واخروی امتحان میں سے کس میں کامیابی کو ترجیح دیتے ہیں۔

☜ جس طرح دنیاوی تعلیم کے حصول کے لیے صبح سویرے نرم وگداز بستروں کو چھوڑ کر تابناک مستقبل کے حصول کے لیے گھروں سے نکل پڑتے ہیں تو کیا ہم اخروی کامیابی کے حصول کی خاطر فَجْر کے وَقْت نرم نرم بستروں کو چھوڑ کر نمازِ باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضری دیتے ہیں؟

☜ دنیا کے ہر میدان میں ہماری کوشِش ہوتی ہے کہ صفِ اوّل میں نظر آئیں تو کیا بارگاہِ خداوندی میں حاضری (یعنی نمازِ باجماعت) کے وقت بھی مسجد کی پہلی صف میں نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں؟

☜ اپنے تعلیمی معاملات (Educational Matter) میں ترقّی کے لئے ہم اکثر راتوں کو جاگ کر مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور دیگر کاموں میں بھی صلاحیتیں بڑھانے کے لیے صبح وشام کی پروا نہیں کرتے تو کیا امورِ آخرت میں بہتری وترقّی کے لئے بھی کبھی راتوں کو اُٹھ کر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کی کوشش

کرتے ہیں؟

☜ دنیاوی راحت و آرام کے حصول کے لیے بسا اوقات گھر سے سینکڑوں ہزاروں میل دور جانے میں بھی کبھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے مگر راہِ خدا میں 3 دن، 12 دن اور 30 دن کے مَدَنی قافِلوں میں سَفَر کرنے کا کہا جائے تو ہمیں ہزاروں مصروفیات یاد آجاتی ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہزاروں مصروفیات کے بَاوُجُود دنیا کے لیے جیسے بھی ممکن ہو ہم وَقْت نکال ہی لیتے ہیں تو کیا جس مقصد کے لیے ہمیں پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے تھوڑا سا وقت بھی نہیں نکال سکتے؟ اس سلسلے میں ہمارا طرزِ عمل کیسا ہے اس پر خود ہی غور فرمالیجئے۔ کیونکہ ہمارا مقصدِ حیات تو رضائے خداوندی کا حصول ہے مگر افسوس! صد افسوس! ہم اس سے غافل ہو کر دنیاوی ترجیحات میں مگن ہو چکے ہیں۔ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہے اور ہم مسلمان ہیں، اگر ان الفاظ کے معانی پر ہی غور کرلیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہمیں تو احکامِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا حکم دیا گیا ہے مگر شاید ہم دَھن (Wealth) کی دُھن (Ambition) میں نہ صرف اپنے مقصدِ حیات کو بھول کر رحمتِ خداوندی سے دور ہو چکے ہیں بلکہ خود اپنے آپ سے بھی غافل ہو چکے

ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ (پ۲۸،الحشر:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔

معلوم ہوا جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے غفلت کے مرتکب ہوتے ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں اس آزمائش میں مبتلا فرمادیتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بھی غافل ہو جاتے ہیں اور یوں اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے ناراض ہو کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ (پ۱۰،التوبۃ:۶۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رحمتِ خداوندی سے دوری کا سبب ہمارا یادِ خداوندی سے غافل ہونا ہے، لہٰذا ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا۔ چنانچہ پارہ 27 سورۃُ الذّٰریٰت کی آیت نمبر 56 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جن اور

اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ آدمی اتنے ہی (اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۶)

مقصدِ حیات کی تکمیل کا ذریعہ

پیارے اسلامی بھائیو! یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبردار بندے کیسے بن سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب ہمیں پارہ 21، سورۃُ الاحزاب کی 21ویں آیتِ مبارکہ میں کچھ یوں ملتا ہے:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول **اللہ** کی پیروی بہتر ہے۔

معلوم ہوا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اس کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنتوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ اس کا فرمانِ عالیشان ہے:

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ (پ۵، النساء:۸۰) ترجمۂ کنز الایمان: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اُس نے **اللہ** کا حکم مانا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! ہمیں اپنے **مقصدِ حیات** یعنی رضائے خداوندی کے حصول کے لیے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرنا ہے جس کی ترغیب مذکورہ آیتِ مبارکہ میں ہمیں خود ہمارے پَروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ نے دی ہے۔ چنانچہ جس نے اپنی زِنْدَگی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکام پر عمل کر کے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو راضی نہ کیا یقیناً بروزِ قِیامَت وہ حسرت و ندامت کا شکار ہوگا۔ جیسا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''کسی کو بھی حَسْرَت ونَدَامَت کے بغیر موت نہ آئے گی، اگر گناہگار ہوگا تو اس کی حسرت اس وجہ سے ہوگی کہ اچھے اعمال کیوں نہ کئے؟ اور اگر نیکوکار ہوگا تو افسوس کرے گا کہ زِیادہ نیک اعمال کیوں نہ کئے؟''(1)

اِمامِ اَجَلّ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ سلامتی و نَجات کے دو گروہ بنائے ہیں، جن میں سے بعض بعض سے اعلیٰ و افضل ہیں، جبکہ ہلاکت و بربادی والے افراد کا صرف ایک ہی درجہ ہے۔ البتہ! ان میں سے بھی بعض بعض سے پستی میں ہیں۔ لہٰذا بروزِ قِیامَت جن لوگوں کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا وہ اس حسرت میں مبتلا ہوں گے کہ وہ دائیں ہاتھ والوں میں کیونکر نہ ہوئے؟ اور دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیئے جانے

---

❶ تفسیر قرطبی، التغابن، تحت الآیۃ۹، الجزء الثامن عشر، ۹/ ۱۰۵

والے اس حسرت میں مبتلا ہوں گے کہ وہ مقربین میں سے کیونکر نہیں ہیں؟ اور مقربین اس حسرت میں مبتلا ہوں گے کہ وہ شہدا میں کیوں شامل نہیں ہیں؟ اور شہدا چاہتے ہوں گے کہ کاش وہ مقامِ صدیقین پر فائز ہوتے۔ **الغرض** یہ دن حسرت کا ہوگا جس سے غافلین کو ڈرایا گیا ہے، پس جو لوگ آج یہاں مردہ ہیں کل وہاں ان کی حالت کیسی ہوگی؟ کیونکہ ان کے پاس تو کوئی نیکی نہ ہوگی۔[1]

منقول ہے کہ بندے پر دن اور رات کی تمام ساعتیں پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان ساعتوں کو صف در صف چوبیس خزانے (الماریاں) خیال کرتا ہے اور پاتا ہے کہ ہر خزانے (الماری) میں نعمت و لذت اور عطا و جزا ہے، جب وہ دنیا کی ساعتوں میں اپنی نیکیاں ان خزانوں (الماریوں) میں بطورِ امانت رکھے گا تو کل بروزِ قیامت انہیں پاکر خوش ہوگا اور ان پر رشک کرے گا، مگر جب دنیا کی کوئی ساعت گزر جائے اور اس ساعت میں اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہ کیا تو آخرت میں اس ساعت کے خزانے کو خالی پائے گا کہ اس میں کوئی عطا ہوگی نہ کوئی جزا۔ پس اسے بہت بُرا لگے گا اور اس پر حسرت کرے گا کہ وہ ساعت اس سے کیسے فوت ہو گئی کہ اس نے اس میں کوئی شے ذخیرہ نہ کی؟ تاکہ اس کی جزا بھی ذخیرہ شدہ پاتا اور

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ۱ / ۱۸۹

پھر اس کے دل میں رضاو سکون ڈال دیا جاتا۔ [(1)]

عمر ایک امانت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے! انسان کی عمر اس کے پاس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی امانت ہے جس کے متعلق **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بندے سے اس کی موت کے وقت پوچھے گا، اگر اس نے اس کی حِفاظَت میں کوتاہی سے کام لیا تو گویا اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی امانت ضائع کر دی اور اس کے عہد کو چھوڑ دیا اور اگر اپنے اوقات کا خیال رکھا یعنی اس کی کوئی بھی ساعت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کے بغیر نہ گزری تو اس نے نہ صرف امانت کی حفاظت کی بلکہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عہد میں بھی ہے۔ پس اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے وعدہ پورا کرنے کی بنا پر پورا بدلہ ملے گا۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ [(2)]

(پ ۱، البقرۃ: ۴۰)

غفلت کی نیند اور زِنْدَگی کی بربادی

ایک شخص نے کسی حکیم سے عرض کی: مجھے کوئی ایسی دوا بتایئے جس کے

مدینہ

❶ قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ۱ / ۱۸۷

❷ قوت القلوب، الفصل التاسع والعشرون، ۱ / ۱۹۴

استعمال سے میں دن کے وقت بھی محوِ آرام رہوں یعنی سوتا رہوں۔ تو اس عقل مند حکیم نے اس شخص کو کچھ یوں جواب دیا: ارے نادان! تو کتنا کم عقل ہے! تیری زِنْدَگی کا آدھا حصہ تو پہلے ہی (رات کو غفلت میں) سوتے ہوئے گزر رہا ہے حالانکہ نیند موت کا دوسرا نام ہے اور اب تو خود اپنے ہاتھوں سے اپنی زِنْدَگی کے (چار حصوں میں سے) تین چوتھائی حصے کو موت (نیند) کی نذر کرکے (چار حصوں میں سے) صرف ایک حصہ زِنْدَگی گزارنا چاہتا ہے۔ تو اس بندے نے پوچھا: میں سمجھا نہیں! وہ کیسے؟ تو حکیم صاحب نے بتایا: فرض کرو! تیری عمر 40 سال ہو تو آدھی عمر 20 سال ہو گی جو رات کے وقت غفلت کی نیند سو کر تو پہلے ہی برباد کر رہا ہے اور جب دن کو بھی مزید سویا رہے گا تو مزید 10 سال کم ہو جائیں گے اور تیرے پاس آخرت کے لیے زادِ راہ اکٹھا کرنے کے لیے صرف 10 سال باقی بچیں گے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ نادان شخص کی طرح ہم بھی اپنی زِنْدَگی کے قیمتی لمحات کو رِضائے رَبُّ الْاَنام کے حُصُول میں گزارنے کے بجائے غفلت میں یا گناہوں میں گزار دیتے ہیں، اگر کبھی ضائع ہونے والے زِنْدَگی کے ان قیمتی لمحات کا حِساب لگانا چاہیں تو شاید ہمارے لیے ممکن نہ ہو۔ البتہ! کوشِش

---

❶ قوت القلوب، الفصل السابع والعشرون، ۱/ ۱۷۵

ضرور کرتے رہنا چاہیے۔ اس لیے کہ وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک ایسی نعمت ہے جو ہر انسان کو یکساں ملتی ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ غریب کے لیے دن رات میں 24 گھنٹے ہیں تو امیر کے لیے 27۔ بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم میں سے ہر ایک کو دن رات کی صورت میں ڈبل بارہ (یعنی 24) گھنٹوں میں 1440 منٹ یا 86400 سیکنڈ عطا فرمائے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ کون ان اوقات کی قدر کرتا ہے اور کون برباد؟ کیونکہ آخر اس زِنْدَگی کے سفر کا اختتام ہونے ہی والا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا امام حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرمایا کرتے تھے کہ اے ابنِ آدم! تو مختلف مرحلوں کا مجموعہ ہے، جب بھی تیرے پاس سے دن یا رات گزرتے ہیں تو تیرا ایک مرحلہ ختم ہو جاتا ہے اور جب تیرے تمام مراحل ختم ہو جائیں گے تو تو اپنی منزل یعنی جنّت یا جہنّم تک پہنچ جائے گا۔[1]

سورۂ عصر کی روشنی میں وقت کی اہمیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم پر لازِم ہے کہ وَقْت کی قدر کرتے ہوئے اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت و فرمانبرداری اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے اتباع میں گزاریں اور ہر لمحہ آخِرت کی تیاری کے

[1] قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ۱ / ۱۸۷

لئے کوشش کرتے رہیں۔ اس لیے کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عاجز بندے اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَدْنیٰ غُلام ہیں۔ یقیناً زِنْدَگی بے حد مختصر ہے، ہم لمحہ بہ لمحہ موت کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ عَنْقَریب ہمیں اندھیری قَبْر میں اُتار دیا جائے گا۔ نَجات تمام جہانوں کے پالنے والے خُدائے اَحۡکَمُ الۡحٰکِمِیۡن جلَّ جلالُہ کی اَطاعت اور مؤمنین پر رَحۡم و کرم فرمانے والے رَسُولِ کَرِیۡم، رَءُوۡفٌ رَّحِیۡم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے اِتباع میں ہے۔ چنانچہ،

وَقْت کی قدر کیا ہے؟ آیئے اس کو قرآنِ مجید کی مشہور و معروف سورۂ عصر اور اس کی تفسیر سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾ (پ۳۰، العصر: ۱تا۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اس زمانۂ محبوب کی قسم! بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صَبْر کی وصیت کی۔

پیارے اسلامی بھائیو! سورۂ عَصْر میں وَقْت کی اہمیت بتائی گئی ہے کہ وَقْت سے بڑھ کر قیمتی اور عزیز کوئی دوسرا سرمایہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ،

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں کہ اس (یعنی انسان) کی عُمر جو اس کا راسُ المال ہے اور اصل پُونجی (سرمایہ) ہے وہ ہر دم گھٹ رہی ہے۔ اور مُفَسّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مُفْتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: صوفیا فرماتے ہیں کہ غافِل کے ہر سانس پر عمر گھٹ رہی ہے، اس کا ہر سانس برباد ہو رہا ہے جیسے سُوراخ والے گھڑے کا ہر قطرہ بہہ کر برباد ہو رہا ہے اور گھڑا خالی ہو رہا ہے اور مؤمن صالح کا ہر سانس خَزانۂ الٰہی میں جمع ہو کر بڑھ رہا ہے، جیسے قَرَع انبیق (وہ چیز جس کے ذریعے عَرَق نکالا جائے) سے عرق کے قطرے ٹپک کر بوتلوں میں جمع ہو کر بیماروں کے لیے شِفا اور پنْساری کے لیے نَفْع کا باعِث ہے۔ [1]

عُمر اور بَرف میں مُشابہت

امام فخر الدین رازی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی تفسیرِ رازی میں ایک بزرگ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ میں نے سورۂ عصر کا مفہوم ایک بَرْف فَروش سے سمجھا جو بازار میں یہ آوازیں لگا رہا تھا: **اس شخص پر رَحْم کرو جس کا سرمایہ گھلا جا رہا ہے۔ اس شخص پر رحم کرو جس کا سرمایہ گھلا جا رہا ہے۔** اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا: یہ

1 خزائن العرفان و نورُ العرفان، پ ۳۰، العصر، تحت الآیۃ ۲

ہے ”وَالْعَصْرِۙ(۱) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ(۲)“ کا مطلب۔ عمر کی جو مدّت انسان کو دی گئی ہے وہ برف کے پگھلنے کی طرح تیزی سے ختم ہو رہی ہے، اگر یہ اس کو ضائع کر دے گا یا غلط کاموں میں مگن ہو کر گزار دے گا تو یقیناً یہ خسارہ اٹھانے والوں میں شمار ہو گا۔[1]

زِنْدَگی کا سفر جاری ہے یا موت کا؟

پیارے اسلامی بھائیو! جس طرح کشتی سوار کو لیے منزل کی جانِب رَواں دَواں ہوتی ہے۔ اسی طرح زِنْدَگی بھی بندے کو ہر لمحہ اس کی منزل یعنی قبر کے قریب لیے جارہی ہے لیکن وہ اس بات سے غافل ہے۔ چنانچہ،

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1124 صَفحات پر مشتمل کتاب **احیاء العلوم** جلد اوّل صَفْحَہ 981 پر ہے: حجۃ الاسلام حضرت سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّ وَجَلَّ نے زمین کو اپنے بندوں کے تابع اس لیے نہیں کیا کہ وہ بلند و بالا مکانوں (کو دائمی ٹھکانا سمجھ کر اس) میں سکونت پذیر ہو جائیں بلکہ اس لیے تابع بنایا ہے کہ وہ اسے (مسافر کی طرح) قیام گاہ جان کر اس سے اتنا زادِ راہ لیں جو وطنِ اصلی (یعنی آخرت) کے سفر میں ان کے کام آئے، اس کے

---

[1] تفسیر رازی، پ ۳۰، العصر، تحت الآیۃ ۱، الجزء الثانی والثلاثون، ۱۱ / ۲۷۸

جالوں اور ہلاکتوں سے بچتے ہوئے اپنے لیے عمل و فضل کے تحفے ذخیرہ کریں اور یقین کرلیں کہ زِنْدَگیانہیں اس طرح لیے جاتی ہے جیسے کشتی مسافروں کو۔لوگ دنیا میں مسافرہیں، ان کی پہلی منزل جھولا اور آخری قبر ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تمام مذاہب کے لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ موت آنی ہے مگر کب آنی ہے، یہ کسی کو معلوم نہیں۔ بہر حال موت کا وَقْت مُقَرَّر ہے اور ہم سب آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہر گزرنے والا لمحہ گویا ہمیں موت کے قریب کر رہا ہے۔زِنْدَگی کا یہ سفر کب اور کس موڑ پر پورا ہوتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا لیکن یہ سب کو معلوم ہے کہ اس کا اختتام موت پر ہوگا۔ہم زِنْدَگی کے آغاز کا حساب تو یاد رکھتے ہیں مگر اختتام کی کوئی فکر نہیں کرتے کہ کیا معلوم زِنْدَگی کا یہ سورج کب موت کی اندھیری وادیوں میں ڈوب جائے۔ ہم یہ تو کہتے ہیں کہ فلاں اتنے سال کا ہو گیا ہے لیکن کبھی یہ نہیں سوچتے کہ اس کی عمر بڑھ نہیں رہی بلکہ کم ہوتی جارہی ہے۔ مثلاً ایک شخص کی عمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں 70 سال مقرر ہوئی یعنی 70 سال کی عمر میں اسے موت آئے گی تو جب وہ 40 سال کا ہوتا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ 40 سال کا ہو گیا ہے مگر کبھی یہ نہیں سوچتے

مدینہ

1 احیاء العلوم (مترجم)، ۱/ ۹۸۱

کہ اس کی عمر کے خاتمہ میں صرف 30 سال باقی رہ گئے ہیں۔اس لیے کہ ہم ہر شے کو عقل کے ترازو میں تولنے کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ جو شے ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے صرف اسی کو تسلیم کرتے ہیں اور جو چیز آنکھوں سے اَوجھل ہوتی ہے اس پر یقین مشکل ہی سے آتا ہے۔ کیونکہ ہماری سوچوں کے مَحْوَر تبدیل ہو چکے ہیں، ہم دُنیا اور اس کی فانی زِنْدَگی کی لذتوں پر تو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں مگر آخرت اور اس کی نعمتوں سے اس لیے منہ موڑے ہوئے ہیں کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ موت سے غفلت نے نہ صرف ہمارے ایمان بالغیب کو کمزور کر دیا ہے بلکہ ہمیں اپنے مقصدِ حیات سے بھی دور کر دیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا شمار خسارہ پانے والوں میں نہ کیا جائے؟ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ(۲) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ (پ۳۰،العصر: ۲)

کیا تمام انسان نقصان میں ہیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! کیا سارے آدمی نقصان میں ہیں؟اس سوال کا جواب سورۂ عصر کی تیسری آیتِ مبارکہ میں کچھ یوں دیا گیا ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾	ترجمۂ کنز الایمان: مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صَبْر کی وصیت کی۔ (پ۳۰، العصر: ۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہم مسلمان ہیں، ہمارا اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے تمام رسولوں پر، اس کی کتابوں، فرشتوں اور قِیامت کے دن پر ایمان ہے مگر یاد رکھئے! صِرف ایمان لانا ہی کافی نہیں بلکہ ایمان کی حِفاظَت کی فِکْر بھی اِنْتِہائی ضَرُوری ہے کہ بسا اوقات گُناہوں کی نحوست کے سَبَب ایمان سَلْب کرلیا جاتا ہے اور اگر خُدانخواستہ ایمان ہی سَلْب ہو گیا تو سب کِیا کَرایا اکارَت جائے گا۔ لہٰذا ایمان کے ساتھ ساتھ فرائض وواجبات کی ادائیگی اور گناہ و مَعْصِیَت سے اِجْتِناب بھی ضَرُوری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ عصر کی تیسری آیتِ مبارکہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق یعنی ایمان و عملِ صالح کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو ان تکلیفوں اور مشقّتوں پر صبر کی وصیت کی جو راہِ خدا میں نیکی کی دعوت دیتے ہوئے پیش آئیں تو ایسے لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے کس طرح محروم ہو

سکتے ہیں بلکہ یہ تو نفع پانے والے ہیں نقصان اٹھانے والے نہیں کیونکہ ان کی زِنْدَگی کے انمول لمحات راہِ خدا میں گزرے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سورۂ عصر ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ہم اپنی زِنْدَگی اور وَقْت کی اہمیت کو سمجھیں اور زِنْدَگی یوں گزاریں کہ ہمارے پاس ایمان ہو، عملِ صَالِح ہو، نیکی کی دعوت ہو اور نیکی کی دعوت کی راہ میں آنے والی مشقتوں اور تکلیفوں پر صبر بھی ہو تو یقیناً ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں ہو گا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے محروم نہیں ہوں گے۔

فرد سے معاشرہ بنتا ہے

ہم معاشرے کے بگاڑ کی باتیں تو ضرور کرتے ہیں مگر کبھی اپنی یا اپنے مُعاشَرے کی اِصلاح کے لیے کوشش نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو یہ ذِہن بنالینا چاہئے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔“ اگر ہم میں سے ہر ایک اس مَدَنی مقصد کے حصول کے لیے اپنے وَقْت کی اہمیت اور اپنے مقصدِ حیات کو سمجھ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِطاعت و

---

1 ماخوذ از کنز الایمان وخزائن العرفان، پ ۳۰، العصر، تحت الآیۃ ۳

عِبادَت اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کرنے لگے تو یہ سارا معاشرہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔اِس کو اس مثال سے سمجھئے کہ ایک شخص مُطالعہ میں مصروف تھا، پاس ہی اس کا بچہ کھیل رہا تھا، جو بار بار اسے تنگ کرتا اور یوں اس کے مطالعے میں خلل پیدا ہوتا، اس نے کافی مرتبہ اسے سمجھایا مگر بچہ آخر بچہ تھا، تھوڑی دیر تک ضبط سے کام لیتا اور پھر کھیلنے لگتا۔باپ بچے کے اسطرح بار بار تنگ کرنے سے یہاں تک زِچ (پریشان) ہوا کہ اس کے سر میں درد شروع ہو گیا۔آخر اس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی اور اس نے قریب ہی موجود کسی صوبے یا کسی ملک کے نقشے کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا اور اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا: بیٹا! دوسرے کمرے میں جاکر یہ نقشہ درست کر لاؤ۔بچہ چلا گیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا: چلو یہ جتنی دیر تک نقشہ بناتا رہے گا میں مطالعہ کرلوں گا۔ کیونکہ یہ ایک مشکل کام تھا اور اس میں بچے کو کافی وقت لگ سکتا تھا۔بچہ چلا گیا اور باپ نے اطمینان سے مطالعہ کرنا شروع کر دیا، ابھی تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ بچے نے آکر کہا: ابو! نقشہ صحیح ہو گیا۔باپ کو حیرت ہوئی کہ اتنے گھنٹوں کا کام منٹوں میں کیسے کرکے آگیا۔دیکھا تو واقعی نقشہ صحیح تھا۔باپ نے پوچھا: ”بیٹا! یہ نقشہ اتنی جلدی کیسے صحیح کر دیا؟“ تو بیٹے نے بتایا: ابا جان! جب آپ نے نقشہ

پھاڑا تھا تو میں نے دیکھا اس کے پیچھے ایک آدمی کی تصویر بھی تھی، لہٰذا میں نے نقشہ صحیح کرنے کے بجائے آدمی کی تصویر صحیح کر دی نقشہ خود ہی صحیح ہو گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم مُعاشَرے کے نقشے کو صحیح کرنے کی اکثر کوشِش کرتے ہیں جس میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی کبھی نہیں ہوئی، ہاں! اگر مذکورہ مدنی منے کی طرح مُعاشَرے کے نقشے کو صحیح کرنے کے بجائے صرف ایک فرد کی اصلاح کی کوشِش کی جائے اور وہ صحیح ہو جائے تو مُعاشَرہ خود ہی دُرُست ہو جائے گا کیونکہ فرد سے مُعاشَرہ بنتا ہے نہ کہ مُعاشَرے سے فرد۔ جب فرد صحیح ہو گا تو مُعاشَرہ بھی خود بخود صحیح ہو جائے گا اور اگر فرد ہی صحیح نہ ہو تو مُعاشَرہ کیسے صحیح ہو گا؟

ہائے افسوس! بُرائی بُرائی نہ رہی

آجکل یہ مثال تو دی جاتی ہے کہ ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ وہ تالاب کی گندی مچھلی کہیں میں تو نہیں کہ جس کی وجہ سے مُعاشَرے کا یہ تالاب گندہ ہو رہا ہے۔ پھر ہمارا یہ طرزِ عمل بھی بڑا عجیب ہے کہ ہم چند بُرائیوں کو تو بُرائی سمجھتے ہیں مگر کثیر بُرائیاں ایسی بھی ہیں جنہیں بُرا کہنا تو دَرکَنار بُرا سمجھتے بھی نہیں۔ مثلاً شراب پینے یا جوا کھیلنے والے

اور بدکاری کرنے والے کو تو بُرا کہتے ہیں مگر سوچئے:

کیا نماز نہ پڑھنے والا بُرا نہیں؟ اگر بے نمازی بھی بُرا نہیں تو پھر بُرا کون ہے؟ حالانکہ مروی ہے: جو جان بوجھ کر ایک وَقْت کی نماز قضا کردے اس کا نام جہنّم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ جہنّم میں داخل ہو گا۔ (1)

کیا غیبت کرنے والا بُرا نہیں؟ حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ غیبت بدکاری سے سخت ہے۔ (2)

کیا جھوٹا آدمی بھی بُرا نہیں ہے؟ حالانکہ قرآنِ کریم میں ایسے شخص پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لعنت فرمائی ہے۔

افسوس! اِن بُرائیوں کو کوئی بُرا کہنے کو تیار نہیں جبکہ یہ بھی حَرام اور جہنّم میں لے جانے والے کام ہیں مگر ہم نے تو اپنے ذِہنوں میں صرف اُن چند حَرام کاموں کے مُتَعلّق یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ یہ غَلَط ہیں اور ان ہی کی مذمَّت کرتے ہیں اور ان برائیوں کو تو بُرا کہتے ہیں جو دوسروں میں پائی جاتی ہیں لیکن خود جِن بُرائیوں میں ملوث ہوتے ہیں انہیں بُرا کہنا تو دور کی بات ہے بُرا سمجھتے تک نہیں۔ یہی وجہ ہے

---

1. حلیۃ الاولیاء، ۷/ ۲۹۹، حدیث: ۱۰۵۹۰
2. مشکاۃ المصابیح، ۳/ ۴۷، حدیث: ۴۸۷۴

کہ مُعَاشَرے کی اِصلاح کی گفتگو تو ہر کوئی کرتا نظر آتا ہے، موجودہ حالات پر ساری دُنیا میں تبصرے ہوتے ہیں، مُذاکَرے (Debates)، ٹاک شَوز(Talk Shows) اور کانفرنسز (Conferences)منعقد ہوتی ہیں، دانشوروں (Scholars) کو بُلا کر ان سے تقریریں کروائی جاتی ہیں، مگر یہ سب کے سب نقشے کو دُرُست کرنے کے لیے گھنٹوں تقریریں اور بحث ومباحثہ میں لگے رہتے ہیں اور نتیجہ کیا ہوتا ہے! وہی ''ڈھاک کے تین پات'' یعنی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اتنے گھنٹے ''نقشہ'' دُرُست کرنے کی کوشِش کرنے سے بہتر تھا کہ چند مِنَٹوں کے اندر اپنی شخصیت کو دُرُست کرنے پر توجُّہ دیتے تو یقیناً نقشہ خود ہی دُرُست ہو جاتا۔

اپنی اصلاح کے لیے کیا کرنا چاہئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنی اصلاح کے لیے ہمیں اپنے مقصد اور وَقْت کی اہمیت کو سمجھنا ہو گا، خصوصاً جوانی کے پُر بَہار اَیّام میں جب اُمنگیں پُرجَوش، عَزْم و حَوصِلہ جَوان اور اَعْضاء میں قُوت ہوتی ہے، وَقْت کی قدر کرتے ہوئے عبادت وریاضت کی عادت بنالیجئے، آج صِحَّت کی نِعْمَت حاصِل ہے اس سے فائدہ اٹھالیجئے کہ بڑھاپے میں ہمتیں جواب دے جاتی ہیں اور بسا اوقات آدمی بیکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ،

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خان نوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:

ریاضت کے یہی دن ہیں بڑھاپے میں کہاں ہمت

جو کچھ کرنا ہے اب کرلو ابھی نُوری جَواں تم ہو

زِنْدَگی یقیناً بے حد مختصر ہے، جو وقت مل گیا سو مل گیا، آئندہ وقت ملنے کی اُمّید دھوکہ ہے ۔کیا معلوم آئندہ لمحے ہم موت سے ہم آغوش ہو چکے ہوں۔ چنانچہ دو عالم کے مالِک و مختار باذنِ پروردگار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: اِغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغَنَاءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ۔یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (2) صحت کو بیماری سے پہلے (3) مالداری کو تنگدستی سے پہلے (4) فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور (5) زندَگی کو موت سے پہلے۔[1]

غافِل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے مُنادی

قُدرَت نے گھڑی عُمر کی اِک اور گھٹادی

---

1. المستدرک، کتاب الرقاق، باب نعمتان مغبون فیھما۔ الخ، ۵/ ۴۳۵، حدیث: ۷۹۱۶

بڑھاپے میں عِبادَت کی مثال

ایک شخص نے اپنے خادم سے کہا کہ آج دن کے اُجالے میں یہ کام ہر صورت میں مکمل ہو جانا چاہیے خواہ دیگر کام کرو یا نہ کرو، نیز جس قدر اچھا کام کرو گے انعام کے حقدار ہو گے اور اگر کام درست انداز میں یا بالکل نہ کیا تو انعام سے محرومی کے ساتھ ساتھ سزا کے بھی مستحق ٹھہرو گے۔ خادِم نے مالک کے حکم پر سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے کام کے مکمل ہو جانے کی یقین دہانی کروائی مگر غفلت کی بناء پر یا دِیگر کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے اس ضروری کام کو بھول گیا۔ عصر کے بعد جب سورج غروب ہونے والا تھا تو اچانک اسے یاد آیا کہ مالک نے تو سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے فلاں کام مکمل کرنے کا حکم دیا تھا، یاد آتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کہ جو کام پورے دن کا تھا اب دن کے اس تھوڑے سے حصے میں کیسے مکمل ہو سکتا ہے، بہر حال وہ ہر طرف سے غافل ہو کر اس کام میں مصروف ہو گیا اور جی جان سے کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح یہ کام مکمل کر لے اور شدت سے یہ خواہش کرنے لگا کہ اے کاش! تھوڑی دیر سورج مزید ٹھہر جائے اور اسے کام مکمل کرنے کا موقع مل جائے یا اس کا مالک اسے مزید ایک دن کا موقع دیدے تو یقیناً وہ اس کام کو مکمل کر لے گا اور دیگر کاموں کی طرف بالکل آنکھ اٹھا کر بھی نہ

دیکھے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی غفلت پر افسوس کرتا جاتا کہ ہائے افسوس!وہ کیسے یہ بھول گیا حالانکہ اس کے مالک نے کام کی درست طریقے سے بجاآوری پر انعامات کا وعدہ کیا تھا اب ایک تو ان انعامات سے محروم ہونا پڑے گا دوسرے مالک کی ناراضی کی صورت میں سزا بھی مل سکتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! بڑھاپے یعنی عمر کے آخری حصے میں خوابِ غفلت سے بیدار ہونے والے شخص کی مثال بھی مذکورہ خادِم جیسی ہے، ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں زِنْدَگی اور موت کے درمیان کا وقت عطا فرمایا تاکہ ہم عبادت کے ذریعے رضائے خداوندی حاصل کرکے اخروی انعامات کے حقدار قرار پائیں مگر ہم میں سے اکثر لوگ جوانی دیوانی ہوتی ہے، کا نعرہ لگا کر ایامِ زِنْدَگی غفلت میں گزار دیتے ہیں، پھر جب زِنْدَگی کا سورج غروب ہونے پر آتا ہے تو گزرے وقت پر افسوس کرتے ہیں اور باقی عمر یادِ خداوندی میں مگن ہو جاتے ہیں، افسوس! صد افسوس! جب دنیا کے قابل نہیں رہتے یا دنیا ہمیں دھتکار دیتی ہے تو رب قدوس کا دریاد آتا ہے اور پھر ہر طرف سے منہ موڑ کر زِنْدَگی کے آخری لمحات میں اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ اے کاش!اس جوانی کو گناہوں اور فُضُولِیات میں برباد کرنے کے بجائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عِبادَت واطاعَت اور اِتّباعِ سنّت میں گزارنے کا ہمارا مَدَنی ذِہن بن جائے اور ہمیں

ہمارے مالک نے دُنیاوی زِندَگی میں جس کام کے لیے پیدا فرمایا ہے اسے بجالانے میں کوئی کوتاہی نہ کریں ورنہ مذکورہ خادِم کی طرح پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جب ہماری موت کا وقت آئے تو کہیں یہ نہ کہنے لگیں کہ اے کاش! ہمیں مزید کچھ مہلت مل جائے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠ ﴿۱۱﴾

(پ۲۸، المنافقون: ۱۰،۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

جوانی میں عبادت کی فضیلت

قیامت کے روز جب ہر شے سورج کی تپش و گرمی سے بِلْبِلا رہی ہو گی تو اللہ

عَزَّوَجَلَّ اپنے جن بندوں سے خوش ہو کر انہیں اپنے سایۂ عرش میں جگہ عطا فرمائے گا ان میں وہ خوش قسمت لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اپنی جوانی برباد نہ کی ہو گی۔ چنانچہ مروی ہے کہ قِیامَت کے دِن جن خوش نصیبوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا ان میں وہ شخص بھی ہو گا جس نے اپنی جوانی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں گزاری ہو گی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے اپنے عرش کے نیچے جگہ دے گا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قِیامَت کے دِن جب زمین تانبے کی ہو گی اور سورج آگ برسا رہا ہو گا ایسے میں وہ شخص کس قدر خوش نصیب ہو گا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ آج اگر کسی کو جلتی دُھوپ میں درخت کا سایہ مل جائے تو وہ کس قدر سکون و اطمینان محسوس کرتا ہے اور اسے کتنی خوشی ہوتی ہے یہ ہر ذی شعور بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اُس محشر کی تپتی دھوپ والے دن "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عرش کا سایہ" حاصل کرنے کے لئے وَقْت کی قدر و منزلت کو سمجھتے ہوئے اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارنا ہو گا۔

مدینہ

1. بُخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد۔۔۔ الخ، ۱/ ۲۳۶، حدیث: ۶۶۰ ملخصًا

کل کی تباہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان ہرگز نہیں چاہتا کہ ہم اچھے اعمال کر کے جنّت میں چلے جائیں، وہ ہر طرح سے ہمیں راہِ حق سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، جب کسی کے سامنے "نیکی کی دعوت" پیش کی جائے تو اَوّلاً شیطان سننے ہی نہیں دیتا اگر سن ہی لی تو عمل نہیں کرنے دیتا اور بالفرض اگر عمل کا ذِہن بن بھی گیا تو کہتا ہے جلدی کیا ہے؟ کل سے شروع کرلینا، یوں بندہ اس کے وسوسے میں مبتلا ہو کر نیک اعمال کل پر ڈالتا رہتا ہے اور پھر اسی طرح کَل کَل کرتے زِندَگی کی شام ہو جاتی ہے مگر "کل" نہیں آتی۔

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت نِشان ہے: شیطان بسااوقات تم سے علم میں سبقت لے جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! وہ علم میں ہم سے کیسے بڑھ سکتا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ کہتا ہے علم حاصل کرو مگر اس پر اس وقت تک عمل مت کرو جب تک کہ عالِم نہ بن جاؤ، علم کے حصول میں یہی کہتا رہتا ہے اور عمل کے سلسلے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اس

حال میں مر جاتا ہے کہ اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا ہوتا۔[1]

نیک کام میں دیر کس بات کی

پیارے اسلامی بھائیو! آج کا کام کل پر مت ڈالئے! معلوم نہیں زِنْدَگی کا سورج کس وقت غروب جائے کیونکہ جب بھی کسی سے نیک کام کرنے کا کہا جاتا ہے تو عام طور پر یہی جواب ملتا ہے: "کل سے کروں گا۔" مشہور مقولہ ہے: (Tomorrow never come, do your work today) یعنی کل کبھی نہیں آئے گا آج ہی اپنا کام کر لو۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں مگر افسوس پھر بھی یہ "کل" ہمارے اور نیک اعمال کے درمیان حائل ہے، ہمیں اپنی زِنْدَگی سے اس کَل کے سلسلے کو ختم کر کے "**جو کام کرنا ہے آج اور ابھی کرنا ہے**" کو اپنا مقصد بنانا ہو گا۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑیئے، کل کوئی دوسرا کام ہو گا اور اس کل کل میں آج کا کام بھی نہ ہو پائے گا۔ لہٰذا **کل** کے بجائے **آج** اور **آج** کے بجائے **ابھی** کا ذِہن بنائیے۔ نیکی کے کاموں میں تاخیر کبھی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ دل کے خیالات بدلتے رہتے ہیں، نیکی کے کام کرنے کا جس وَقْت ارادہ ہو اسی وَقْت کر لینا چاہیے کہ نہ جانے اگلے پل قلب کی کیفیت کیا ہو؟ یہ کر پائیں گے یا نہیں؟

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، ۱/ ۲۲۸

زِنْدَگی وَفا کرے گی یا نہیں؟ جیسا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ سیِّد نا امام ابن الامام کریم ابن الکرام حضرت امام محمد باقر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْغَافِر نے ایک قُبائے نفیس بنوائی، طَہارَت خَانے میں تشریف لے گئے، وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خُدا میں دیجئے، فوراً خادِم کو آواز دی "قریبِ دیوار حاضِر ہُوا، حضور نے قُبائے مُعَلّٰی اُتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آ۔ جب باہَر رونق افروز ہُوئے خادِم نے عرض کی: اس دَرجہ تعجیل کی وجہ کیا تھی؟ فرمایا: کیا معلوم تھا باہَر آتے آتے نیّت میں فرق آجاتا۔ (1)

مومن کے دوخوف

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نَبوت صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا کہ مومن دوخوفوں کے درمیان ہوتا ہے: ایک اس مدت پر جو گزر گئی اور وہ نہیں جانتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے بارے میں کیا معاملہ فرمائے گا، دوسری وہ مدت جو باقی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کیا فیصلہ فرمائے گا۔ پس انسان کو (۱) اپنی ذات سے اپنی ذات کے لئے، (۲) اپنی دُنیا سے اپنی آخرت کے لئے، (۳) اپنی زِنْدَگی سے موت کے لئے اور (۴) اپنی جوانی

مــــدینہ

1 فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۸۴

سے بڑھاپے کے لئے زادِ راہ تیار کرنا چاہئے کیونکہ دُنیا کو تمہارے لئے اور تمہیں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! موت کے بعد معافی مانگنے کی کوئی جگہ نہیں اور دُنیا کے بعد جنت یا دوزخ کے علاوہ کوئی گھر نہیں۔[1] لہٰذا سمجھ دار کو چاہئے کہ آخرت کی خاطر دُنیا کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور موت سے پہلے زِندَگی کو کام میں لائے۔

سانس کی مالا

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جلدی کرو! جلدی کرو! تمہاری زِندَگی کیا ہے؟ یہی سانس تو ہیں کہ اگر رُک جائیں تو تمہارے ان اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے جن سے تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل کرتے ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنا جائزہ لیا اور اپنے گناہوں پر چند آنسو بہائے۔ یہ کہنے کے بعد آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ نے پارہ 16 سورۂ مریم کی آیت نمبر 84 تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں۔ (پ۱۶، مریم:۸۴)

---

1. لباب الاحیاء، الباب السادس والعشرون فی ذم الدنیا، ص ۲۳۱

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی فرماتے ہیں: یہاں گنتی سے سانسوں کی گنتی مُراد ہے۔[1]

”دِن“ کا اِعلان

حضرتِ سیِّدُنا امام بیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی **شُعَبُ الایمان** میں نقل کرتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کا فرمانِ عبرت نشان ہے:** روزانہ صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس وَقْت ”دِن“ یہ اِعلان کرتا ہے: اگر آج کوئی اچھا کام کرنا ہے تو کرلو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔[2]

ایک نفیس جوہر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر سانس ایک نفیس جوہر ہے جس کا بدل کوئی چیز نہیں ۔چنانچہ زِنْدَگی کی ان قیمتی و نایاب سانسوں کے متعلق منہاج القاصدین میں علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: بندے کو چاہیے کہ نمازِ فجر کے بعد کچھ دیر اپنے دل کو ہر قسم کی سوچ سے خالی کر کے اپنے نفس سے کچھ یوں مخاطب ہو: ”اے نفس! میرا کُل سرمایہ صرف یہی زِنْدَگی ہے، اگر یہ ختم

مدینہ

1. اِحیاءُ العُلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ۵/ ۲۰۵
2. شُعَبُ الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من الشعبان، ۳/ ۳۸۶، حدیث ۳۸۴۰ ملخصًا

ہو گیا تو نہ یہ کاروبارِ حیات چل پائے گا اور نہ منافع کے حُصُول (یعنی ثوابِ آخرت کے حُصُول) کی کوئی اُمّید باقی رہے گی، یہ ایک نیا دن ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے (اپنی رِضا کے حُصُول کے لیے) مزید مہلت عطا فرمائی ہے اور میری موت کو مُؤخر فرما کر مجھ پر اِحسان فرمایا ہے، اگر وہ مجھے دُنیا سے اُٹھالیتا تو میں تمنا کرتا: اے کاش! مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تاکہ میں کوئی نیک عمل کر لوں۔ لہٰذا اے نفس! یہی سمجھ کہ تو فوت ہو چکا تھا اور اب تجھے واپس بھیجا گیا ہے، اس دن کو ضائع کرنے سے بچنا اور یہ بھی جان لے کہ دِن رات میں 24 گھنٹے ہیں اور بندے کے لیے ہر روز چوبیس الماریاں قطار در قطار رکھی جاتی ہیں (یعنی ہر گھنٹے کے مقابل ایک الماری)، قیامت کے دن جب ان میں سے ایک الماری کو کھولا جائے گا اور بندہ اُس گھنٹے میں اپنی کی گئی نیکیوں کے سبب دیکھے گا کہ یہ الماری نیکیوں کے نور سے بھری ہوئی ہے تو اس کو اتنی خوشی ہو گی کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کر دی جائے تو حیرانی کی وجہ سے ان کو آگ کی تکلیف کا احساس نہ رہے گا اور پھر جب دوسری الماری کھولی جائے گی تو اس کی بدبو سے دماغ پھٹنے لگے گا اور ہر طرف اندھیرا چھا جائے گا کیونکہ یہ الماری اس گھنٹے کے مقابل ہو گی جس میں بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مبتلا رہا ہو گا۔ اس لمحہ بندے کو اس قدر گھبراہٹ اور ذِلّت محسوس ہو

گی کہ اگر وہ تمام جنتیوں پر تقسیم کر دی جائے تو ان کی نعمتیں مکدر ہو جائیں (یعنی ان نعمتوں کی لذتیں ختم ہو جائیں)۔ پھر جب ایک خالی الماری کھولی جائے گی کہ وہ اس کے کھلنے سے خوش ہو گا نہ غمزدہ۔ کیونکہ یہ وہ گھنٹہ ہو گا جس میں وہ سویا رہا یا یادِ خداوندی سے غافل رہا یا اس نے اس لمحہ کوئی نیک کام نہ کیا تو اس الماری کے خالی ہونے پر افسوس کرے گا اور اسے اس شخص کی طرح دُکھ ہو گا جو بہت سا نفع حاصل کرنے پر قادر تھا مگر موقع ضائع کر کے اس سے محروم ہو گیا۔''

مزید فرماتے ہیں کہ ہر بندے کو چاہئے کہ روزانہ اسی طرح اپنے نفس کو اپنے وقت کی اہمیت کا احساس دلاتا رہے اور یہ کہتا رہے کہ ''آج کے دن کوشِش کر کے ہر الماری کو نیک اعمال سے بھر لے، کسی ایک کو بھی خالی نہ چھوڑنا، سستی کا مظاہرہ کرنا نہ تھکن کا احساس کرنا، ورنہ ان اعلیٰ درجات کو کبھی نہ پاسکے گا جو دوسرے لوگوں نے اپنی کوشِش سے حاصل کئے ہیں۔''[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس نصیحت آموز فرمان میں کتنی عبرت ہے! ذرا غور تو کیجئے کہ جو وَقْت گزر گیا وہ لوٹ کر نہیں آئے گا، ہاں! جو سانس ہم نے لے لیا وہ ہمارے نامۂ اعمال میں جمع ضرور ہو گیا، اب یہ ہم پر ہے کہ وہ لمحہ ہم نے نیکی

---

[1] منہاج القاصدین، باب فی المحاسبۃ والمراقبۃ، المقام الاول المشارطۃ، ص ۳۷۵

میں استعمال کیا یا بدی میں یا یوں ہی غفلت میں گزار دیا۔ لہٰذا جو وَقْت ہمارے ہاتھ میں ہے اس سے استفادہ (Utilize) کیجئے اور یاد رکھئے کہ پورے دن میں ڈبل بارہ گھنٹوں کا وَقْت امیر، غریب، ڈاکٹر، مریض، چھوٹے، بڑے، مرد و عورت سب کو یکساں ملتا ہے، لہٰذا قیامت کے حساب اور حسرت سے پہلے پہلے دنیا ہی میں اپنی زِنْدَگی کے انمول لمحات کی قدر کیجئے اور زِنْدَگی کو گناہوں کی خرافات سے بچاتے ہوئے عبادات اور ضروری معاملات کے درمیان جَدْوَل (Timetable) بنا کر اس طرح تقسیم کیجئے کہ فُضُولیات کے لئے وَقْت ہی نہ بچے۔

آج عمل کا دن ہے

حضرت سَیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں:

فَاِنَّکُمُ الْیَوْمَ فِیْ دَارِ الْعَمَلِ وَ لَا حِسَابَ
وَ اَنْتُمْ غَدًا فِیْ دَارِ الْحِسَابِ وَ لَا عَمَلَ

یعنی آج تم دارُ العمل (عمل کرنے کی جگہ) میں ہو جہاں حساب نہیں اور کل تم دارُ الحساب میں ہوگے جہاں عمل نہیں۔ [1]

1 شعب الایمان، باب فی الزھد و قصر الامل، ۷/ ۳۷۰، حدیث: ۱۰۶۱۶

اپنے نفس کا محاسبہ کرو

امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قِیامَت کا حِساب ہونے سے پہلے اپنے نفس کا مُحاسَبہ کر لو اور اعمال کا وَزن ہونے سے پہلے ان کو تول لو اور بڑی پیشی کے لیے تیاری کر لو۔ (1)

وَقْت کا ضِیاع اور اس کی تلافی کی چند صورتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ اپنے ضائع ہو جانے والے اوقات پر نادم ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح ان اوقات کی تلافی ہو جائے اور بروزِ قِیامَت بارگاہِ خداوندی میں شرمسار نہ ہونا پڑے تو اپنے موجودہ وقت کی قدر کیجئے کیونکہ وقت کی تلافی (Reparation of time) کے متعلق عموماً لوگ سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالت و کیفیت (Circumstances) میں جو کام کرنا ان کے ذِمّہ لازم ہے وہ اسے بجالانے کے قابل نہیں اور یوں یہ تمنا کرنے لگتے ہیں کہ اے کاش! وہ اس سے بہتر حالت و کیفیت میں ہوتے تو ضرور یہ کام کر گزرتے۔ پس اسی تمنا و خواہش میں اُس وقت جو کام کرنا اُن پر لازِم ہوتا ہے وہ نہیں کر پاتے اور بعض اوقات جب ایک وقت میں کوئی کام نہیں کر پاتے تو اس کی تلافی کے لیے کسی

مدینہ

1 منہاج القاصدین، باب فی المحاسبہ والمراقبہ، المقام الاول المشارطہ، ص٣٧٦

مناسب وقت کا انتظار کرنے لگتے ہیں اور اس طرح اس مناسب وقت کے انتظار میں مزید عمر کے کئی قیمتی لمحات ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ جان لیجئے کہ وقت کی تلافی یہ نہیں کہ بہتر کیفیت و حالت کی تمنا کی جائے یا مناسب وقت کا انتظار کیا جائے بلکہ وقت کی تلافی سے مراد یہ ہے کہ بندے کے دل میں ہر لمحہ یہ ڈر اور خوف رہے کہ نیک کام کرنے سے پہلے کہیں وقت ہی ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا ضائع ہو جانے والے اوقات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو دن رات کا ہر لمحہ یادِ خداوندی میں بسر کیجئے اور ہر صورت میں دل کی پراگندگی سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے فوراً درج ذیل کام کرنا شروع کر دیجئے:

- سب سے پہلے فرائض و واجبات (نماز، روزہ وغیرہ) کی ادائیگی کی پابندی کیجئے اور سابقہ فوت شدہ فرائض و واجبات کی تلافی قضا و استغفار کر کے کیجئے۔
- تمام حرام کاموں سے بچنے کی نیت کیجئے اور اس نیت پر عمل کے ساتھ ساتھ سابقہ گناہوں کی تلافی کے لیے کثرت سے توبہ و استغفار بھی کیجئے۔
- بے حَیائی و بے پردگی کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہوئے آنکھوں کا قفلِ مدینہ لگا لیجئے۔
- غیبت و چغلی اور جھوٹ جیسی بری باتیں سننے سے کانوں کی حفاظت کیجئے اور

خود کو ان جیسی گھٹیا باتیں کرنے سے بچانے کے لیے زبان کے قفلِ مدینہ کا عادی بنالیجئے۔

- ہاتھ پاؤں کو اپنے قابو میں رکھیے اور کبھی بھی انہیں کسی بھی برے فعل کی جانب نہ بڑھنے دیجئے۔
- حرام لقمے سے بچئے نیز مختلف بیماریوں اور آفتوں سے بچنے کے لیے حلال کھانے کی زیادتی سے بھی پرہیز کیجئے اور اس سلسلے میں بھوک بڑھانے اور خوراک میں کمی کرنے کیلئے پیٹ کے قفلِ مدینہ پر عمل کیجئے۔
- نیکی کا حکم دیجئے اور بُرائی سے منع کیجئے۔
- ہر کام میں اچھی اچھی نیتوں کی عادت اپنایئے اور خود کو بری نیت سے بچایئے۔
- جانے و انجانے میں ہونے والے گناہوں کی بخشش کے لیے روزانہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو کر توبہ کیجئے۔
- دل کو بدگمانی سے آزاد کر کے حسنِ ظن کا معمول بنانے کی کوشش کیجئے۔
- ہر نیک معاملے میں ثابت قدمی و استقامت اختیار کیجئے اور نیکی و تقویٰ کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔

اِمامِ اَجَلّ حضرت سَیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی مذکورہ نیک اعمال میں سے اکثر ذِکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: بندے کو چاہئے کہ مذکورہ تمام امور پر فوراً عمل کرنے لگے، ٹال مٹول سے کام لے نہ کسی کا انتظار کرے اور نہ ہی کسی دوسرے وقت کی توقع رکھے، نہ اس کام کو ایک وقت سے دوسرے وقت تک مؤخر کرے اور نہ ہی ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اس پر عمل پیرا ہونے کا انتظار کرے۔ اس لیے کہ اسی طرح فوت شدہ اوقات کا تدارک اور ان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اسے جو وقت میسر ہے اس کے فوت ہو جانے کے ڈر کی وجہ سے اسے ہی غنیمت جانے، ورنہ ٹال مٹول اور امیدیں ہی رہ جائیں گی یا پھر انتظار و تراخی رہ جائیں گے جو شیطان کے لشکر ہیں اور جن سے وہ راہِ خدا میں سفر کرنے والوں کی راہیں بند کر دیتا ہے۔[1]

جو وَقت بِیت گیا سو بِیت گیا

پیارے اسلامی بھائیو! جو وقت بِیت گیا سو بِیت گیا اب وہ قِیامَت تک نہ پایا جائے گا۔ جب بندے کو یہ یقین ہو جائے کہ گزرا وقت ہاتھ نہیں آتا تو

مدینہ

1 ماخوذ از قوت القلوب، الفصل الثامن والعشرون، ص ۱۹۱

وہ یہ بھی جان لیتا ہے کہ اس کی ساری عمر گویا کہ ایک دن ہے اور پورا دن گویا کہ ایک ساعت ہے اور یہ کل ساعتیں گویا کہ موجودہ وقت ہے۔ پس بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے موجودہ وقت یعنی حال سے سفر آخرت پر روانہ ہونے کے لیے ایسا زادِ راہ ساتھ لے جو اسے اختتامِ سفر پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے قریب کر دے۔ لٰہذا ہر لمحہ وہ ایسے کاموں کی جستجو میں رہے جن کے افضل ہونے کے مُتَعَلّق اس کا عِلْم اس کی رہنمائی کرے اور اس کے پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بھی وہ کام اچھے ہوں۔ نیز ان کاموں کا شُمار ان نیک اعمال سے ہو کہ اگر اچانک بندے کو موت آجائے اور اس کا خاتِمہ اسی حالت پر ہو تو اس عَمَل کی ادائیگی کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوتے ہوئے اسے شَرْمِندَگی محسوس نہ ہو۔

خُود اِحْتِسَابی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنا روزمرہ کا ایک جَدْوَل بنا کر اس کے مطابق اپنا محاسبہ کیا کریں تاکہ خود احتسابی کے عادی ہو سکیں، مگر یاد رکھیے! خود احتسابی کے لیے یکسوئی اور ضمیر کی عدالت کا ہونا لازِم ہے، یعنی ہمارے ضمیر کی عدالت یہ فیصلہ کرے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کچھ لمحے کے لیے سر جھکا کر اپنی گزشتہ زِنْدَگی کا احتساب (Accountability) کریں کہ کہاں

سے چلے تھے اور آج کہاں ہیں؟ نفع (Profit) میں یا نقصان (Loss) میں جا رہے ہیں۔ اگر نفع میں ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیجئے، نفع سے مُراد یہ ہے کہ زِندَگی نیکی اور اچھائی کے کاموں میں گزری ہو یعنی نماز ،روزے کی پابندی کی ہو، ریاکاری، جھُوٹ، غیبت، چُغلی، حَسَد، تکبُّر، وعدہ خِلافی، والدین کی نافرمانی و دِل آزاری سے بچنے کے ساتھ ساتھ دیگر احکاماتِ خداوندی بجالاتے ہوئے زِندَگی بَسر کی ہو تو نفع میں ہیں۔ لیکن اگر اس کے برعکس زِندَگی کے لمحات گناہوں اور فُضولیات میں گزرے ہوں تو سمجھ جائیے کہ ہم اس کاروبارِ حیات میں نقصان اٹھا رہے ہیں، لہٰذا فوراً سنبھل جائیے اور توبہ کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے والے کاموں میں لگ جائیے۔

پیارے اسلامی بھائیو! دل میں جب بھی کوئی خیال پیدا ہو تو اس پر عمل کرنے کے بجائے ذرا تَوَقُّف فرما کر (یعنی ذرا رک کر) سوچئے کہ یہ خیال رِضائے خداوندی کے حُصول کا سَبَب بن سکتا ہے یا نہیں، اگر یہ قُربِ خداوندی کا باعِث بن سکتا ہو تو اس سے پہلے کہ یہ فوت ہو جائے اس پر فوراً عمل کر گزریئے، ورنہ اسے دِل کی تختی سے فوراً مٹا ڈالئے کہیں وہ پختہ نہ ہو جائے، بلکہ کوشش کیجئے کہ جب بھی آپ کے دل میں کوئی ایسا خیال آئے جو یادِ خداوندی سے دور کرنے والا

ہو تو یہ خیالِ غیر فوراً خیالِ یار سے بدل دیجئے تا کہ وہ آپ کو نہ بدل سکے۔ اِمامِ اَجَلّ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابو طالب مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ جو مختلف روایات میں مروی ہے کہ بعض نیک کام عمر میں زیادتی و برکت کا سبب بنتے ہیں تو جان لیجئے کہ عمر میں برکت سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی چھوٹی سی عمر میں رِضائے ربُّ الانام کے حصول کی خاطر نیک کام کرکے وہ مقام و مرتبہ پانے میں کامیاب ہو جائیں جو دوسرے لوگ طویل عمر میں اپنی غفلت کے سَبَب نہ پاسکے۔ اس طرح 12 ماہ کے قلیل عرصہ میں آپ علم و عمل کے اس بلند مقام پر فائز ہوسکتے ہیں جس مقام پر کوئی دوسرا شخص دین سے دوری کی بنا پر 20 سالوں میں بھی نہ پہنچ پائے۔[1]

خود احتسابی اور دعوتِ اسلامی

پیارے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نے نفس و شیطان کے دھوکا و فریب سے باخبر رہنے اور خود احتسابی (Self Accountability) کا ایک بڑا ہی آسان طریقہ (Method) متعارف کروایا جسے **مَدَنی انعامات** پر عمل کرتے ہوئے **فکرِ مدینہ** کا نام

مدینہ

1 قوت القلوب، الفصل الخامس والعشرون، ۱ / ۱۵۵

دیا گیا ہے، یہ مَدَنی انعامات کیا ہیں؟ تو اس سوال کا جواب زیادہ مشکل نہیں کیونکہ مَدَنی انعامات پر عمل سے مراد نفس کا مُحاسَبہ کرنا اور روزانہ یہ دیکھنا ہے کہ آج کیا کیا؟ نیکی کے کام کر کے قُربِ خداوندی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں؟ اور اگر کبھی کوئی شخص مُحاسَبہ کرتے ہوئے اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی کمی اور گناہوں کی زیادتی پائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے نیکیوں میں کثرت کی کوشش کرے کہ گناہ کے بعد نیکی کرنا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ،

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (پ۱۲، ھود:۱۱۴)

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مَدَنی انعامات پر عمل کی ترغیب دِلاتے ہوئے فرماتے ہیں: "یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو مرنے سے قبل موت کی تیاری کر لیتے ہیں۔" "زِندَگی برف کی طرح پگھلتی جارہی ہے، موت اپنی تمام تر سختیوں سمیت پیچھا کئے چلی آرہی ہے، عنقریب ہمیں مرنا، اندھیری قبر میں اترنا، اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا۔ یقیناً وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو

مرنے سے قبل آخِرَت کی تیّاری کر لیتے ہیں۔

موت سے غافل نہ ہو اے بے خبر!

تجھ کو جانا ہے یہاں سب چھوڑ کر

مزید فرماتے ہیں: کاش! دیگر فرائض و سُنَن کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں ان مدنی انعامات کو بھی اپنی زِنْدَگی کا **دَسْتُورُ الْعَمَل** بنالیں۔

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے

کوئی نہیں بھروسا اے بھائی زِنْدَگی کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکتا ہے آپ میں سے کسی کو یہ مَدَنی انعامات مشکل معلوم ہوں مگر ہمت نہ ہاریں، حدیثِ پاک میں ہے: **اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَحْمَزُھا** یعنی افضل ترین عبادت وہ ہے جس میں زحمت زیادہ ہو۔[1] اور حضرتِ سیدنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکرَم فرماتے ہیں: ”دنیا میں جو عمل جتنا دُشوار ہو گا بروزِ قیامت مِیزانِ عَمَل میں وہ اتنا ہی وَزْن دار ہو گا۔“[2] لہٰذا جب

---

1. کشف الخفاء، حرف الھمزۃ مع الفاء، ۱/ ۱۴۱، حدیث: ۴۵۹
2. تذکرۃ الاولیاء، ذکر ابراہیم بن ادہم، الجزء الاول، ص ۹۵

آپ کوئی عمل شروع کر دیں گے تو وہ آپ کیلئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ آسان ہو جائے گا۔ غالباً آپ کو تَجْرِبہ ہو گا کہ سَخت سَرْدِی کے وَقْت وُضُو کیلئے بیٹھتے ہیں تو سَرْدِی سے دانت بجتے ہیں پھر ہمت کر کے جب وُضُو شروع کر دیتے ہیں تو ابتداءً ٹھنڈک زیادہ محسوس ہوتی ہے اور پھر بَتَدْرِیج کم ہو جاتی ہے۔ ہر مشکل کام کا یہی اُصول ہے مثلاً کسی کو کوئی مُہلِک بیماری لگ جائے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادی ہو جاتا ہے تو قوّتِ برداشت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

لہٰذا فوراً سے پیشتر آپ مَدَنی انعامات کا رسالہ مکتبۃُ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل فرما لیجئے اور مدنی انعام نمبر 15: **کیا آج آپ نے یکسوئی کے ساتھ کم از کم 12 منٹ فکر مدینہ (یعنی اپنے اعمال کا محاسبہ) کرتے ہوئے جن جن مَدَنی انعامات پر عمل ہوا رسالہ میں ان کی خانہ پُری فرمائی؟** کے مطابق عمل شروع کر دیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ بَتَدْرِیج عمل میں اضافے کے ساتھ دل میں گناہوں سے نفرت محسوس فرمائیں گے۔ چنانچہ مروی ہے کہ آخرت کے معاملے میں گھڑی بھر کے لئے غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (1)

مدینہ

(1) الجامع الصغیر، حرف الفاء، ص۳۶۵، حدیث:۵۸۹۷

فکرِ مدینہ پر اِسْتِقَامَت کا آسان طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ استقامت کے ساتھ روزانہ **فِکْرِ مدینہ** کی سعادت حاصل ہو تو اس کے لیے آپ ایک وقت مقرر فرمالیجئے، مثلاً آپ کی دکان ہے یا آفس جاتے ہیں اور رِزْق میں برکت کی نِیَّت سے وہاں قرآنِ پاک کی تِلاوت کی سَعادت کے ساتھ اَوْرَادو وَظائف پڑھتے ہیں تو ان معمولات میں **فِکْرِ مدینہ** جیسے بابرکت کام کو بھی شامِل کرلیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رِزْق میں برکت کے ساتھ **فِکْرِ مدینہ** کرنے میں ایسی اِسْتِقامَت حاصِل ہو گی کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ (کسی بھی نماز کے بعد یا سونے سے قبل کا وقت بھی مقرر کیا جاسکتا ہے) تمام اسلامی بھائی نِیَّت فرمالیجئے کہ وَقْت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے خود احتسابی (Self Accountability) کے لیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وقتِ مقررہ پر پابندی کے ساتھ **فِکْرِ مدینہ** ضرور کریں گے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مولف
1	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
3	تفسیر رازی	امام فخر الدین محمد بن عمر رازی، متوفی ۶۰۶ھ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	تفسیر قرطبی	ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	خزائن العرفان	صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ (کراچی)
6	تفسیرِ نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، مرکز الاولیاء لاہور
7	صحیح البخاری	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ، دار الکتب العلمیۃ
8	المستدرک	امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
9	کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
10	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
11	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
12	الجامع الصغیر	حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
13	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
14	حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
15	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
16	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ، دار صادر، بیروت
17	منہاج القاصدین	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ دار الخیر بیروت ۱۴۱۸ھ
18	صفۃ الصفوۃ	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
19	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار، متوفی ۶۳۷ھ انتشارات گنجینہ، تہران
20	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
21	انمول ہیرے	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

فہرست

نیکی کی دعوت

پیارے اسلامی بھائیو! اپنے اِرد گرد کے ماحول کو سنّتوں کے سانچے میں ڈھالنے، فکرِ آخِرت اور حِفاظَتِ ایمان کا جَذبہ پانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ہَفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع میں نہ صرف خود اوّل تا آخر شرکت کریں بلکہ دوسرے اسلامی بھائیوں تک بھی نیکی کی دعوت پہُنچا کر، ذِہن بنا کر اجتِماع میں لانے کی کوشش فرمایئے۔ اگر آپ کی اِنفرادی کوشش سے کوئی اجتِماع میں آگیا اور یہاں ہونے والے سنّتوں بھرے بیانات، ذکر ودعا اور دیگر رَحمتوں بھرے مَعْمُولات کی بدولت اسکا دِل چوٹ کھا گیا اور وہ قرآن وسنّت کی راہ پر آگیا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا بھی بیڑا پار ہو گا۔

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران
حضرت مولانا محمد عمران عطاری سلمہ الباری
کے تحریری بیانات

طبع شدہ

﴿1﴾--- فیضانِ مرشد (صفحات 46)	﴿2﴾--- جنت کی تیاری (صفحات 134)
﴿3﴾--- احساسِ ذمہ داری (صفحات 50)	﴿4﴾--- وقفِ مدینہ (صفحات 86)
﴿5﴾--- مدنی کاموں کی تقسیم (صفحات 68)	﴿6﴾--- مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے (صفحات 73)
﴿7﴾--- مدنی مشورے کی اہمیت (صفحات 32)	﴿8﴾--- سود اور اس کا علاج (صفحات 92)
﴿9﴾--- سیرتِ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (صفحات 75)	﴿10﴾--- پیارے مرشد (صفحات 48)
﴿11﴾--- برائیوں کی ماں (صفحات 112)	﴿12﴾--- فیصلہ کرنے کے مدنی پھول (صفحات 56)
﴿13﴾--- غیرت مند شوہر (صفحات 48)	﴿14﴾--- جامع شرائط پیر (صفحات 88)
﴿15﴾--- صحابی کی انفرادی کوشش (صفحات 124)	﴿16﴾--- کامل مرید (صفحات 48)
﴿17﴾--- پیر پر اعتراض منع ہے (صفحات 60)	﴿18﴾--- امیر اہلسنت کی دینی خدمات (صفحات 480)
﴿19﴾--- جنّت کا راستہ (صفحات 56)	﴿20﴾--- ہمیں کیا ہو گیا ہے (صفحات 116)
﴿21﴾--- مقصدِ حیات (صفحات 60)	

عنقریب آنے والے تحریری بیانات

﴿1﴾--- موت کا تصور	﴿2﴾--- گناہوں کی نحوست
﴿3﴾--- صدقے کا انعام	﴿4﴾--- دردِ مرشد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیّتِ ثواب سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

MC 1286

فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext:2634
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net